

## ماہِ رمضان اور روزہ کی اہمیت، فرضیت، فضیلت اور برکات

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے فرمودات و ارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر 1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ: 184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر لوگ رمضان کی اہمیت کو سمجھ جائیں تو وہ یہ تمنا کرنے لگیں کہ پورا سال ہی رمضان ہو۔

(الجامع شعب الایمان، حدیث: 3361)

دوستو اب بھی کرو تو بہ اگر کچھ عقل ہے  
ورنہ خود سمجھائے گا وہ یار سمجھانے کے دن

سامعین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں رمضان و روزہ کی فضیلت، فرضیت اور اہمیت کو سنتے ہیں۔

روزے کے فوائد بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ فرماتے ہیں:

”روزوں کا حکم بھوکا رہنے کے لیے نہیں۔ روزے میں جس قدر خوبیاں ہیں ان کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں مگر مختصر آج قرآن نے دو لفظوں میں بتایا ہے یہ ہے کہ لَعَلَّكُمْ

تَتَّقُونَ۔ روزوں کا حکم دینے سے خدا کی یہ غرض نہیں کہ تم بھوکے مرو اور خدا تمہاری بھوک کی حالت کا تماشہ دیکھے۔ اگر یہ غرض ہوتی تو وہ تمہارے لئے کھانے پینے

کے اس قدر افراط کے ساتھ سامان کیوں پیدا کرتا۔ اُس نے تمہارے کھانے اور پینے کی ہزار ہا چیزیں پیدا کی ہیں۔ پھر روزہ کا حکم دینے سے کیا مد نظر ہے۔ فرمایا کہ

روزے کا حکم اسلئے ہے تاکہ تم ہلاکت سے بچ جاؤ۔ پس خدا تعالیٰ نے روزے اس لیے مقرر فرمائے ہیں تاکہ تم محفوظ ہو جاؤ لیکن باوجود اس کے لوگ سستی کرتے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 11 جون 1920ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ماہ رمضان کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”رمضان کا مہینہ اُن مقدس ایام کی یاد دلاتا ہے جن میں قرآن کریم جیسی کامل کتاب کا دنیا میں نزول ہوا۔ وہ مبارک دن۔ وہ دنیا کی سعادت کی ابتدا کے دن۔ وہ

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکت کے دروازے کھولنے والے دن جب دنیا کی گھناؤنی شکل اُس کے بد صورت چہرے اور اس کے اذیت پہنچانے والے اعمال سے تنگ

آ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں جا کر اور دنیا سے منہ موڑ کر اور اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر صرف اپنے خدا کی یاد میں مصروف رہا کرتے تھے اور خیال

کرتے تھے کہ دنیا سے اس طرح بھاگ کر وہ اپنے فرض کو ادا کریں گے جسے ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ انہی تنہائی کی گھڑیوں میں انہی جدائی کے

اوقات میں اور انہی غور و فکر کی ساعات میں رمضان کا مہینہ آپ پر آگیا اور جہاں تک معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے چوبیسویں رمضان کو وہ جو دنیا کو چھوڑ کر علیحدگی

میں چلا گیا تھا اُسے اُس کے پیدا کرنے والے، اُس کی تربیت کرنے والے، اُس کو تعلیم دینے والے اور اُس سے محبت کرنے والے خدا نے حکم دیا کہ جاؤ اور جا کر دنیا کو

ہدایت کا راستہ دکھاؤ۔... پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رمضان ہی میں یہ آواز آئی اور رمضان ہی میں آپ نے غارِ حرا سے باہر نکل کر لوگوں کو یہ تعلیم سنائی شروع کی۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 391-392)

رمضان میں انسان کا خدا تعالیٰ سے بُعدیٹ جاتا ہے

رمضان المبارک کی عظمتوں اور فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان اور خدا تعالیٰ سے بُعدیٹ جاتا ہے۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان گزر جائیں۔ کتنے ہی سال ہمیں اور ان کو آپس میں جُدا کرتے چلے جائیں۔ کتنے ہی دنوں کا فاصلہ ہم میں اور ان میں حائل ہوتا چلا جائے لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اور سالوں کو اس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیا ہے اور ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام فاصلہ کو رمضان نے سمیٹ سمٹ کر ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے۔ وہ بُعدیٹ جو ایک انسان کو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے وہ بُعدیٹ جو ایک مخلوق کو اپنے خالق سے ہوتا ہے وہ بُعدیٹ جو ایک کمزور اور نالائق ہستی کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا سے ہوتا ہے وہ یوں سمٹ جاتا ہے وہ یوں مٹ جاتا ہے وہ یوں غائب ہو جاتا ہے جیسے سورج کی کرنوں سے رات کا اندھیرا۔ یہی وہ حالت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ۔ جب رمضان کا مہینہ آئے اور میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں کہ میں انہیں کس طرح مل سکتا ہوں تو تو انہیں کہہ دے کہ رمضان اور خدا میں کوئی فرق نہیں۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں خدا اپنے بندوں کے لئے ظاہر ہوا۔ اور اُس نے چاہا کہ پھر اپنے بندوں کو اپنے پاس کھینچ کر لے آئے۔ اس کلام کے ذریعہ جو جبل اللہ ہے جو خدا کا وہ رستہ ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا مخلوق کے ہاتھ میں اب یہ بندوں کا کام ہے کہ وہ اس رستہ پر چڑھ کر خدا تک پہنچ جائیں۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 393-394)

روزے صرف روحانی فائدہ ہی نہیں بلکہ جسمانی فائدہ بھی دیتے ہیں

سامعین! حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر دو فوائد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آجکل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپا یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہو جاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے۔ بعض نادان تو اس خیال میں اس حد ترقی کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں جس دن ہم زائد مواد کو فنا کرنے میں کامیاب ہو گئے اس دن موت بھی دنیا سے اٹھ جائے گی۔ یہ خیال اگرچہ احمقانہ ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تھکان اور کمزوری وغیرہ جسم میں زائد مواد جمع ہونے ہی سے پیدا ہوتی ہے اور روزہ اس کے لئے بہت مفید ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دورانِ رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی کا احساس ہونے لگتا ہے... مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے۔ اسی لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 375)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیان فرماتے ہیں:

”رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص برکات اور خاص رحمتیں لے کر آتا ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام اور احسان کے دروازے ہر وقت ہی کھلے رہتے ہیں اور انسان جب چاہے ان سے حصہ لے سکتا ہے صرف مانگنے کی دیر ہوتی ہے ورنہ اس کی طرف سے دینے میں دیر نہیں لگتی کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہاں بندہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر بعض دفعہ دوسروں کے دروازہ پر چلا جاتا ہے... سو اس رحیم و کریم ہستی سے تعلق پیدا کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ ہر گھڑی رمضان کی گھڑی

ہو سکتی ہے اور ہر لمحہ قبولیت دعا کا لمحہ بن سکتا ہے۔ اگر دیر ہوتی ہے تو بندہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ بھی اس کے احسانات میں سے ہی ہے کہ اُس نے رمضان کا ایک مہینہ مقرر کر دیا تاکہ وہ لوگ جو خود نہیں اٹھ سکتے ان کو ایک نظام کے ماتحت اٹھنے کی عادت ہو جائے اور ان کی غفلتیں اُن کی ہلاکت کا موجب نہ ہوں۔“  
(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 382-383)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر میں بیان کرتے ہیں:

”پھر فرماتا ہے یُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔ یعنی ہم نے رمضان میں روزے اس لئے مقرر کیے ہیں کہ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ تم ایمان لاؤ اور پھر اپنی زندگی تنگیوں میں بسر کرو۔ حالانکہ بظاہر یہ دکھائی دیتا ہے کہ ان دنوں مومنوں کو اپنے نفس پر زیادہ تنگی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ درحقیقت اس آیت میں ایک عظیم الشان نکتہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے بھوکا رہنا دین کے لئے قربانیاں کرنا انسان کے لئے کسی نقصان کا موجب نہیں بلکہ سراسر فائدے کا باعث ہوتا ہے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ رمضان میں انسان بھوکا رہتا ہے وہ قرآن کریم کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھوکے تھے ہم نے رمضان مقرر کیا تم روٹی کھاؤ۔ پس معلوم ہوا کہ روٹی وہی ہے جو خدا تعالیٰ کھلاتا ہے اور اصلی زندگی اسی سے وابستہ ہے کہ انسان خدا کے لئے قربانی کرے اور پھر جو کچھ ملے اسے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہو کھائے... دیکھو! کیسے لطیف پیرائے میں بتایا کہ جب تک خدا کے لئے تکالیف اور مصائب برداشت نہ کرو تم سہولت حاصل نہیں کر سکتے۔ اس سے ان لوگوں کے خیال کا بھی ابطال ہو جاتا ہے جو بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کو موٹے ہونے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کے لئے تو رمضان ایسا ہی ہوتا ہے جیسے گھوڑے کے لئے خرید۔ وہ ان دنوں میں خوب گھی، مٹھائیاں اور مرغین اغذیہ کھاتے ہیں اور اسی طرح موٹے ہو کر نکلتے ہیں جس طرح خرید کے بعد گھوڑا۔ یہ چیز بھی رمضان کی برکت کو کم کرنے والی ہے۔ اسی طرح افطاری میں تنوع اور سحری میں تکلفات بھی نہیں ہونے چاہئیں اور یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ سارا دن بھوکے رہے ہیں اب پُر خوری کر لیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ افطاری کے لئے کوئی تکلفات نہ کرتے تھے۔ کوئی کھجور سے، کوئی نمک سے، بعض پانی سے اور بعض روٹی سے افطار کر لیتے تھے۔ ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم اس طریق کو پھر جاری کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے نمونہ کو زندہ کریں۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 394-395)

پاک چیزیں کھانے سے پاک جسم تیار ہوتا ہے۔

”رمضان میں چونکہ جسم عبادت سے تیار ہو گا اس لئے جو اعمال صادر ہوں گے وہ بھی مطہر اور پاک ہوں گے پہلے تو جسم سے روح بنتی تھی مگر اب روح سے جسم تیار ہوتا ہے جو بقیہ گیارہ مہینہ کام آتا ہے درحقیقت ایسا انسان اس حد میں آجاتا ہے جس کا کھانا پینا خدا کے حکم سے ہوتا ہے اس کی شہوت بھی جو جسم کا حصہ ہے عبادت بن جاتی ہے اس کا کھانا پینا بھی عبادت ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس کا جسم عبادت سے تیار ہوتا ہے اور اس جسم سے عبادت ہی صادر ہوگی۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

گندم از گندم بروید جو ز جو

یہ خاص طریق روزے سے تقویٰ حاصل کرنے کا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 19، مئی 1922ء)

رمضان کا مہینہ دُعاؤں کی قبولیت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”رمضان کے مہینہ میں وہ اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جو دعا کی قبولیت کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس مہینہ میں مسلمانوں میں ایک بہت بڑی جماعت ایسی ہوتی ہے جو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہے۔ پھر سحری کے لئے سب کو اُٹھنا پڑتا ہے اور اس طرح ہر ایک کو کچھ نہ کچھ عبادت کا موقع مل جاتا ہے۔ اس وقت لاکھوں انسانوں کی دُعاؤں جب خدا تعالیٰ کے حضور پہنچتی ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو رد نہیں کرتا۔ بلکہ انہیں قبول فرماتا ہے۔ اس وقت مومنوں کی جماعت ایک کرب کی حالت میں ہوتی ہے پھر کس طرح ممکن ہے کہ ان کی دُعا قبول نہ ہو؟ درد اور کرب کی حالت کی دعا ضرور سنی جاتی ہے جیسے یونسؑ کی قوم کی حالت کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے ان کو بخش دیا اور ان سے عذاب ٹل گیا اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ سب اکٹھے ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور جھک گئے تھے۔ (یونس: 19)

پس رمضان کا مہینہ دُعاؤں کی قبولیت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے یہی وہ مہینہ ہے جس میں دُعا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قَرِيبٌ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اگر وہ قریب ہونے پر بھی نہ مل سکے تو اور کب مل سکے گا؟“

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 212)

رمضان میں دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”میں نہیں جانتا کہ ہماری جماعت کے دوستوں نے رمضان میں دعاؤں سے کیا فائدہ اٹھایا۔ لیکن جنہوں نے خاص توجہ اور پورے وثوق اور یقین کے ساتھ دعائیں کی ہیں وہ دیکھیں گے کہ ان کے اقرباء کے لئے ان کے دوستوں کے لئے اور ان کے اپنے لئے ان کا کیا اثر ہوا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جیسا کہ میں پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بتا چکا ہوں۔ اس سال رمضان میں پہلے سالوں کی نسبت دعاؤں کی زیادہ توفیق اور موقع دیا ہے اور چند دنوں سے دعاؤں کے نتائج بھی نکلنے شروع ہو گئے ہیں.... گو رمضان ختم ہوتا ہے۔ لیکن میں اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ مومن کے لئے ہمیشہ رمضان ہے۔ وہ جس وقت بھی دعائیں کرتا ہے اس کی دعائیں سنی جاتی ہیں۔ کیونکہ دعاؤں کی قبولیت رمضان کے مہینہ تک ہی محدود نہیں بلکہ مومن کے لئے تمام سال رمضان ہے اور ہر وقت رمضان کی طرح اس کی دعائیں خدا سنتا ہے.... جس طرح وہ رمضان میں دعائیں سنتا ہے اسی طرح ہر روز سنتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے آپ کو اس قابل بنائے کہ ہر دن اُس کے لئے رمضان کا دن ہو۔“

اس کا یہ مطلب نہیں کہ رمضان کی کوئی خاص برکت نہیں۔ بے شک اس کا بھی بہت بڑا فائدہ ہے۔ اگر رمضان کے دنوں کی دعاؤں میں تم کوئی لذت محسوس کرو تو سمجھ لو کہ ہر روز تمہارے لئے رمضان ہو سکتا ہے اور اگر رمضان کے آخری عشرہ میں کوئی لذت محسوس کرو تو جان لو کہ ہر ایک دن تمہارے لئے آخری عشرہ بن سکتا ہے۔ یہ دن بطور نمونہ کے ہوتے ہیں تاکہ اس نمونہ سے لذت حاصل کر کے باقی تمام دنوں میں لذت کو محسوس کیا جائے۔“

(الفضل 7 مئی 1925ء)

سامعین! اکثر لوگ روزے کے معاملے میں یا تو بہت زیادہ سختی کرتے ہیں یا بہت زیادہ غفلت برتتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:

”بعض لوگ تو روزوں کے معاملہ میں افراط کی طرف گئے ہیں اور بعض تفریط کی طرف۔“

جو لوگ افراط کی طرف گئے ہیں انہوں نے تو یہاں تک ترقی کی ہے کہ دودھ پیتے بچوں کو بھی روزے رکھوا دیئے اور ان کو دودھ نہیں پینے دیا۔ حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں مر گئے۔ ایک دفعہ اخبار میں پڑھا تھا کہ گرمی کے دنوں میں ایک لڑکی کو اس کے والدین نے روزہ رکھوا دیا۔ جب گرمی کی شدت ہوئی تو وہ لڑکی تڑپنے لگی۔ ماں باپ نے اس کے ہاتھ پاؤں پکڑ لیے کہ کہیں جا کر پانی نہ پی لے اور وہ ساتھ ساتھ روتے بھی جاتے۔ آخر لڑکی زور کر کے گھڑوں کی طرف گئی اور ان پر گر کر مر گئی۔ تو جنہوں نے افراط کی انہوں نے تو یہاں تک کی اور جو تفریط کی طرف گئے ہیں وہ اچھے خاصے موٹے ہٹے کئے ہوتے ہیں مگر روزہ نہیں رکھتے۔

جب پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ تکلیف ہوتی ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم کب کہتے ہیں روزے اس لیے آتے ہیں کہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ روزے تو آتے ہی اس لیے ہیں کہ تکلیف دی جائے اور وہ تکلیف بھی جو دی جاتی ہے اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ دیکھو ایک شخص کو بخار ہو تو اس کو کوئین دی جاتی ہے اور جب کوئین کھائی جائے گی تو منہ ضرور کڑوا ہو گا لیکن کوئین اس لیے نہیں کھائی جاتی کہ کھانے والے کا منہ کڑوا ہو یا منہ ضرور کڑوا ہو گا مگر بخار بھی اتر جائے گا۔ اسی طرح ڈاکٹر اس لیے نشتر نہیں لگاتا کہ مریض کو ڈکھ دے بلکہ اس کی یہ غرض ہوتی ہے کہ آرام ہو لیکن نشتر سے ڈکھ پہنچنا ضروری ہے.... اسی طرح روزوں کی غرض یہ نہیں کہ تمہیں ڈکھ دیا جائے لیکن اس میں شک نہیں کہ روزوں سے تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ جو روزہ اس لیے نہیں رکھتا کہ تکلیف ہوتی ہے وہ گویا علاج سے بچنا چاہتا ہے۔ یادہ جو روزہ اس طرح رکھتا ہے کہ اپنی زندگی کو ختم کر دے۔ یہ دونوں تفریط اور افراط کی راہ کو اختیار کرتے ہیں اور نادانی کرتے ہیں۔

جو اپنی جان کو ہلاک کرتا ہے وہ شریعت کا روزہ نہیں رکھتا اور جو بھوک یا پیاس کے ڈر سے روزہ ترک کرتا ہے وہ بھی شریعت کے منشاء کو پورا نہیں کرتا۔“

(خطبہ جمعہ 11 جون 1920ء)

فرمایا:

”افسوس ہے کہ افراط سے نکل کر کچھ لوگ تفریط کی طرف چلے گئے ہیں۔ معمولی عذر پر روزہ ترک کر دیتے ہیں خصوصاً عورتیں معمولی معمولی عذرات پر روزے چھوڑ دیتی ہیں۔“

پھر جو شخص روزہ نہیں رکھتا اور لوگوں کے سامنے کھاتا پیتا ہے تو یہ زیادہ گنہگار ہے کیونکہ اس کے اس عمل سے لوگوں کو ترکِ روزہ کی تحریک ہوتی ہے۔ اگر کوئی چوری کرتا ہے تو وہ چھپاتا ہے کہ پکڑا نہ جائے لیکن جو روزہ ترک کرتا ہے اور دوسروں کے سامنے کھاتا پیتا ہے وہ دوسروں کو تحریک کرتا ہے کہ روزہ چھوڑ دیں۔ ایسا آدمی شعائر اللہ کی ہتک کرتا ہے۔ پس ایسے گناہ جو دوسروں کو نظر آتے اور دوسروں کے لئے تحریک کا موجب ہوتے ہیں زیادہ سزا کے مستوجب ہوتے ہیں جو لوگ شریعت کے احکام کو اس طرح ٹلاتے ہیں وہ گویا ظاہر کرتے ہیں کہ اسلام ساری دنیا اور سب زمانوں کے لئے نہیں اور یہ اسلام پر ایسا حملہ ہے جس کا گناہ بہت بڑا گناہ ہے۔

یہ زمانہ روحانی ترقیات کا ہے اور روحانی ترقیات میں روزے ضروری ہیں۔ اس لئے ان کو مت چھوڑو۔“

(خطبہ جمعہ 11/ جون 1920ء)

سامعین! رمضان کے مہینے سے ہمیں جو سبق اللہ تعالیٰ دینا چاہتا ہے اُس کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا:

”رمضان کے مہینے میں بہت سی برکات اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں اور اس میں بہت سے سبق دیئے ہیں۔ ان اسباق میں ایک تو یہی ہے جس کی طرف آج میں آپ لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ انسان دوسرے کی تکلیف اسی وقت سمجھ سکتا ہے جب وہ خود مبتلا ہو۔ ایک آدمی جو کبھی بیمار نہ ہو اُس کو دوسرے کی بیماری سمجھنا بہت مشکل ہے۔ ایک آدمی جس نے کوئی موت نہ دیکھی ہو اُس کو اُس گھرانے کی مصیبت کو سمجھنا بہت مشکل ہے جس پر موت آگئی ہو۔ وہ شخص جس نے غم نہ دیکھا ہو اُس کے لئے دوسروں کے غم کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ بیماری کی تکلیف کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس نے بیماری اٹھائی ہو۔ غم کو وہی جان سکتا ہے جو غم میں مبتلا ہو اہو۔ دوسرے کی موت سے وہی تکلیف محسوس کر سکتا ہے جس کے عزیزوں میں کبھی موت اس کے سامنے آئی ہو۔

اسی طرح جس نے کبھی نہ دیکھا ہو کہ بھوک کیا ہے وہ نہیں سمجھ سکتا کہ بھوک انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ چونکہ وہ اپنے بندوں کے دلوں میں احساس پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق کن ابتلاؤں سے گزر رہی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی پیاری جماعتوں کو آزماتا ہے۔ چنانچہ پہلے ہی پارہ میں آزمائشیں بیان فرماتا ہے کہ مالی آزمائشیں بھی آتی ہیں، جانی بھی، بھوک بھی اپنا کام کرتی ہے اور اور قسم کی آزمائشیں بھی آتی ہیں۔ لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ آزمائش کی غرض کیا ہوتی ہے؟ وہ سمجھ لیں کہ آزمائشوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان لوگوں میں ہمدردی پیدا ہو۔ اللہ کے بندے بھوک سے گزارے جاتے ہیں۔ موت اور قلت مال سے گزارے جاتے ہیں، بیماریوں کے دروازوں سے گزارے جاتے ہیں۔ خدا کے بندے ان تنگ دروازوں سے اس لئے نہیں گزارے جاتے کہ وہ ہلاک کئے جائیں بلکہ اس لئے کہ مخلوق خدا کی حالت سے انہیں ہمدردی پیدا ہو.....

رمضان بھی ابتلاؤں میں سے ایک ابتلاء ہے۔ بڑے بڑے امیر آدمی جن کے پاس ہزاروں ہی نعمتیں ہوتی ہیں جب رمضان کا مہینہ آتا ہے باوجود تمام قسم کی نعمتیں اور عمدہ سے عمدہ کھانے اور اعلیٰ درجہ کے مسالے بھی ہوتے ہیں، بھوک بھی سخت ہوتی ہے۔ مگر خدا کے حکم کے ماتحت سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر ان کو معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوق کی کیا حالت ہے۔

رمضان ایک سبق ہے کہ تا وہ سمجھیں کہ جن کو بھوک ہوتی ہے اور جو پیاسے ہوتے ہیں ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ان کی بھوک اور پیاس کے دور کرنے کی کوشش کریں۔ ان کے دلوں میں ہمدردی کا جوش پیدا ہو۔“

(خطبہ جمعہ 13 جولائی 1917ء)

فرمایا:

”وہ شخص جو شریعت کے احکام کو ٹلانا چاہتا ہے ہلاکت کو بلاتا ہے اور گنہگار ہوتا ہے۔ گرمی کی شدت کے باعث جو روزہ چھوڑتا ہے اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ جہنم کی آگ کی گرمی اس سے بہت زیادہ تیز ہے۔ جب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جہاد سے بچنے کے لئے گرمی کا بہانہ تلاش کیا تو خدا نے فرمایا کہ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا (التوبہ: 81) یہ گرمیاں اتنی گرم نہیں جتنی نارِ جہنم تیز گرم ہے۔ یہ دنیا کی گرمیاں اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔

پس میں اپنی جماعت کو خاص نصیحت کرتا ہوں اور عورتوں کو خصوصاً اور مردوں میں سے اُن کو جو حضرت صاحب کے ان احکام کو دیکھتے ہیں جو آپ نے افراط کو توڑنے کے لئے دیئے۔ لوگوں نے روزوں کی غرض کو ضائع کر دیا تھا۔ جب انہوں نے اس طرح روزے رکھنے شروع کر دیئے کہ جان نکل جائے مگر روزہ نہ جائے تو روزہ چونکہ انسان کی ہلاکت کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ لوگوں کی نجات کا موجب اور زندگی کا باعث ہو۔

اس لئے اس افراط کے خلاف حضرت اقدس نے فرمایا ہے جو کچھ فرمایا اگر حضرت صاحب کا یہ منشاء ہوتا کہ یونہی عذر پر روزہ ترک کر دینا چاہئے تو آپ اُس پر عمل بھی کرتے۔ آپ نے 74 سال کی عمر پائی۔ اخیر عمر کے دنوں میں بوجہ بیماریوں کی کثرت کے آپ کے روزوں میں کمی آئی ورنہ آپ کے روزے نہیں جاتے تھے اور آپ کی غذا اس قدر کم ہوتی تھی کہ دوسرا آدمی دن بھر اُس پر گزارہ نہیں کر سکتا۔ حالانکہ آپ کی تعلیم کا یہ منشاء ہوتا تو جتنا کام آپ کو اکیلے کرنا پڑتا تھا اور اکیلے آپ کو ساری دُنیا کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ آپ روزے نہ رکھتے لیکن باوجود اس شدتِ کار اور اس کمزور صحت کے آپ روزے رکھتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ آپ کے روزے نہ جائیں۔“

(خطبہ جمعہ 11 جون 1920ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کو حقیقی رنگ میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود)

